رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

155

خطبہ نمبر

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ۱۰؎ — ششماہی ۵؎ — سہ ماہی ۳؎

قیمت فی پرچہ ایک آنہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۵؎

جلد ۲۵ | مورخہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ - جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کھانسی اور سر درد کی تکلیف ہے۔

سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" کئی روز سے بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر آج دس بجے صبح بذریعہ موٹر واپس گورداسپور تشریف لے گئے۔

قادیان کے غیر حاضر ووٹروں کو ضروری اطلاع

ذیل میں قادیان کے غیر حاضر ووٹروں کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ ان دوستوں کو چاہیئے کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ وقت اور گنجائش نکال کر پولنگ کے دنوں میں قادیان پہونچ جائیں۔ یہ ایک نہایت اہم قومی فرض ہے۔ جس میں قطعاً کسی قسم کی غفلت نہیں ہونی چاہیئے۔ دوسرے دوستوں اور جماعت کے عہدیداروں کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان ووٹروں کو جہاں بھی وہ ہوں تاکید کرکے مقررہ تاریخوں پر قادیان بھجوا دیں۔ ۲۶ - جنوری کو مستورات کا پولنگ ہوگا۔ ۲۷ - جنوری کو اُن مرد ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ جو جائداد کی بنا پر ووٹر بنے ہیں۔ اور ۲۸ - جنوری کو اُن مرد ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ جو خواندگی کی بنا پر ووٹر بنے ہیں۔ چونکہ وقت تنگ ہے۔ دوست اس معاملہ میں خاص بلکہ اخص توجہ سے کام لیں۔ خاکسار مرزا بشیر احمد

قائم مقام ناظر اعلیٰ

(۱) شیخ ابراہیم علی عرفانی — بمبئی
(۲) میاں احمد دین پونچھی — میرپور
(۳) حاجی احمد صاحب — پھلور ریلوے سٹیشن
(۴) مرزا رشید احمد صاحب — سندھ
(۵) میاں روشن دین صاحب — پنڈی بھرپی شیخوپورہ
(۶) سید سلیم شاہ صاحب — سندھ
(۷) شرافت احمد صاحب — ”
(۸) ماسٹر عطا محمد صاحب — شرقپور
(۹) بابا علم دین صاحب — ریاست بہاولپور
(۱۰) حضرت مرزا شریف احمد صاحب — انبالہ چھاؤنی
(۱۱) شمس الدین پھیری والا — ریاست جموں
(۱۲) میاں شیخ محمد چٹھی رسان — سری گوبند پور
(۱۳) مرزا صالح علی صاحب — سندھ
(۱۴) بابو عبدالحمید صاحب شملوی — دہلی
(۱۵) میاں عبدالرحمٰن سابق مؤذن دارالرحمت — چک سکھو والا ضلع شیخوپورہ
(۱۶) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی — سندھ
(۱۷) ڈپٹی سید غلام حسین صاحب — تاج منزل رہتک
(۱۸) ٹھیکیدار غلام رسول — بہاولپور
(۱۹) میاں عبدالرحیم صاحب — پنڈی بھرپی شیخوپورہ
(۲۰) مولوی عبدالسلام صاحب عمر — علیگڑھ
(۲۱) میاں عبدالغنی صاحب گوکھووالی — چک ۱۲۱ لائلپور
(۲۲) میاں عبدالمنان صاحب — علی گڑھ
(۲۳) میاں عبدالوہاب صاحب — لاہور
(۲۴) مولوی عبداللہ صاحب — پیرکوٹ گوجرانوالہ
(۲۵) مرزا عزیز احمد صاحب — ای اے سی گوجرانوالہ
(۲۶) منشی فضل حق صاحب — ہیل چک گورداسپور
(۲۷) منشی فیروز الدین صاحب پٹواری — مالیرکوٹلہ
(۲۸) راجہ محمد اسلم صاحب — دہلی

(۲۹) سید محمد افضل شاہ صاحب گھڑی ساز رسول بازار لائلپور
(۳۰) محمد بشیر صاحب سیالکوٹی کلکتہ
(۳۱) محمد رشید الدین صاحب چک لالہ راولپنڈی
(۳۲) محمد رشید خانصاحب سٹیشن ماسٹر شکی پشاور
(۳۳) محمد رمضان صاحب ڈرائیور فتح آباد ضلع شاہپور
(۳۴) بابو محمد سعید صاحب کوہاٹ
(۳۵) محمد عبداللہ صاحب پسر مولوی محمد صاحب لدھیانہ
(۳۶) مولوی محمد علی صاحب والد مولوی محمد تقی صاحب چک ۵۷ ملتان
(۳۷) سردار نذر حسین صاحب لفٹنٹ انبالہ
(۳۸) بابو نذیر احمد صاحب دہلی
(۳۹) منشی نصیر الدین صاحب متوطن قادیان سندھ
(۴۰) نیک محمد خانصاحب غزنوی سندھ
(۴۱) منشی ولی محمد خانصاحب پٹواری بروالہ سیداں حصار
(۴۲) شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بمبئی
(۴۳) مرزا اجمل بیگ صاحب سندھ
(۴۴) ابو الحسنات صاحب سابق مالی حضرت صاحب بہار
(۴۵) احسان الہی صاحب دہلی
(۴۶) سید احمد شاہ صاحب ہوشیارپور
(۴۷) سید احمد علی صاحب مولوی فاضل لاہور
(۴۸) اختر احمد خانصاحب ڈیرہ دون
(۴۹) مرزا اسلم حیات بیگ صاحب قصوری راجپوتانہ
(۵۰) اعظم بیگ صاحب عرف اچو انبالہ
(۵۱) اناز خانصاحب کوٹ بھیرہ سنگھول
(۵۲) حکیم برکت اللہ صاحب لاہور
(۵۳) بابو برکت اللہ صاحب دردوترنتارن
(۵۴) بشیر احمد صاحب افغان ساکن سرائے نورنگ حال انبالہ
(۵۵) حافظ بشیر احمد صاحب لاڑکانہ سندھ
(۵۶) بلال احمد صاحب معرفت مرزا مظفر احمد صاحب دہلی
(۵۷) مولوی جلال الدین صاحب کوہاٹی لاہور
(۵۸) حفیظ الرحمٰن صاحب سنوری امرتسر
(۵۹) مولوی خلیل الرحمٰن صاحب گھٹیالیاں
(۶۰) خوشی محمد صاحب کارکن تحریک جدید برہما
(۶۱) صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب انبالہ
(۶۲) رحیم بخش صاحب ڈاکخانہ چنی گھوٹ موضع تحصیل لاڑ ریاست بہاولپور
(۶۳) مولوی روشن الدین صاحب میاں منڈا امرتسر
(۶۴) میاں سلطان احمد صاحب دہلی
(۶۵) سید عمر صاحب عرف سید محمد سابق موذن سندھ
(۶۶) مرزا سیف اللہ صاحب فاروق بہاولپور
(۶۷) شرف الدین صاحب لوہار بٹالہ
(۶۸) شفیع احمد صاحب بھاگلپوری امرتسر
(۶۹) مولوی صالح محمد صاحب امرادتی کیمپ برار
(۷۰) صدیق احمد صاحب معلم جدید سکول جنڈانوالہ لائلپور
(۷۱) خلیفہ صلاح الدین صاحب انبالہ
(۷۲) عبد الواحد صاحب میرٹھی دہلی
(۷۳) مولوی عبد الحق صاحب آف حمزہ لاہور
(۷۴) سید عبد الحکیم صاحب پسر محمد فاضل سابق طالبعلم قادیان حال ضلع گجرات
(۷۵) صاحبزادہ عبد المجید صاحب ٹوپی علاقہ ہزارہ
(۷۶) شیخ عبد الرب صاحب بمبئی
(۷۷) حافظ عبد الرحمٰن صاحب برادر عبد القادر احسان حویلی ضلع منٹگمری
(۷۸) مولوی عبد الرحمٰن صاحب پسر حاکم خانصاحب دہلی
(۷۹) چودہری عبد الرحمٰن صاحب برانچھا لکھنؤ
(۸۰) مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل گوکھووال چک ۲۷۶ لائلپور
(۸۱) عبد الرحمٰن صاحب جنید بی اے سندھ
(۸۲) مرزا عبد الرحمٰن صاحب طبیہ کالج دہلی
(۸۳) سید عبد الرحیم صاحب ریواز ہوسٹل لاہور
(۸۴) عبد الرزاق صاحب دروزیرہ ضلع فیروزپور
(۸۵) عبد اللطیف صاحب پسر میاں نظام دین صاحب افریقی بمبئی
(۸۶) عبد الغفار صاحب منیجر احمدیہ فرنیچر ہاؤس دہلی
(۸۷) عبد المنان صاحب پسر محمد یحییٰ خانصاحب پشاور
(۸۸) قریشی محمد عبداللہ صاحب علی گڑھ
(۸۹) حافظ عزیز اللہ صاحب بہاولپور
(۹۰) چودہری عزیز بخش صاحب دہلی
(۹۱) میاں علاؤ الدین صاحب لاہور
(۹۲) علم دین صاحب کاتب پسر عبد الرحمٰن صاحب بنول
(۹۳) ملک گل محمد صاحب سندھ
(۹۴) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب لاہور
(۹۵) مبارک علی صاحب برادر مولوی محمد تقی صاحب فیروزپور
(۹۶) محبوب احمد صاحب سنوری سنور پٹیالہ
(۹۷) ماسٹر محمد اسحاق صاحب خانپور
(۹۸) محمد اسحاق صاحب سنوری ملتان
(۹۹) محمد اسحاق صاحب عابد فیروزپوری کوئٹہ
(۱۰۰) بابو محمد اسمٰعیل صاحب فوق اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر میکلوڈگنج روڈ فیروزپور
(۱۰۱) محمد انعام اللہ صاحب پشاور
(۱۰۲) محمد جمیل صاحب مین پوری یو۔پی
(۱۰۳) ماسٹر محمد حسین صاحب بی کام لاہور
(۱۰۴) ماسٹر محمد شریف صاحب پرائیویٹ ٹیوٹر لاہور
(۱۰۵) محمد شفیع صاحب موضع ڈھوہ ضلع گجرات
(۱۰۶) محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر چک اداس شاہپور
(۱۰۷) محمد عبداللہ صاحب۔ پسر شیخ فضل کریم صاحب مرحوم حیدرآبادی
(۱۰۸) محمد عبداللہ خانصاحب پسر محمد خانصاحب میانوالی
(۱۰۹) محمد علی شاہ صاحب بھیرہ شاہپور
(۱۱۰) محمد مختار صاحب بانڈی پور کشمیر
(۱۱۱) مفتی محمد منظور صاحب پسر مفتی محمد صادق صاحب لائلپور
(۱۱۲) ملک محمد ناصر الدین خانصاحب لاہور
(۱۱۳) محمد یار خانصاحب جام پور
(۱۱۴) خواجہ مسعود احمد صاحب فیروزپور چھاؤنی
(۱۱۵) میر مشتاق احمد صاحب لاہور
(۱۱۶) مصلح الدین صاحب سعدی علی گڑھ
(۱۱۷) ملک مظفر احمد صاحب بہاولپور
(۱۱۸) چودہری مظفر الدین صاحب بی۔اے بنگال
(۱۱۹) صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سندھ
(۱۲۰) صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب لاہور
(۱۲۱) ماسٹر مولا داد صاحب ست کوہا
(۱۲۲) ناصر احمد شاہ صاحب پسر مولانا سید سرور شاہ صاحب کشمیر
(۱۲۳) جمعدار نعمت اللہ صاحب انبالہ
(۱۲۴) نور الدین صاحب پسر حبیب الدین صاحب ساکن بہادر حسین
(۱۲۵) نور الدین صاحب برہمی لاہور
(۱۲۶) ولیداد خانصاحب افغان سرائے نورنگ علاقہ سرحد
(۱۲۷) اصغری بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر لعل دین صاحب ترنتارن
(۱۲۸) امجاد سلطان صاحبہ زوجہ محمد ظفر خانصاحب ستوگنگ
(۱۲۹) اقبال بیگم صاحبہ زوجہ محمد اسحاق صاحب حیدرآباد دکن
(۱۳۰) الفت بیگم صاحبہ زوجہ محمد طفیل صاحب سندھ
(۱۳۱) امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ عبد الحق صاحب لاہور
(۱۳۲) امۃ الحفیظ بیگم زوجہ مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل مانسہرہ
(۱۳۳) امۃ الحی صاحبہ زوجہ حافظ مبارک احمد فاضل لاہور
(۱۳۴) امۃ الحی صاحبہ دختر مرزا مہتاب بیگ صاحب دہلی
(۱۳۵) امۃ العزیز بیگم صاحبہ زوجہ اسلم حیات بیگ سروہی راجپوتانہ
(۱۳۶) امۃ اللہ بیگم زوجہ مرزا صالح علی صاحب سندھ
(۱۳۷) امۃ اللہ بیگم صاحبہ بی۔اے۔بی۔ٹی منٹگمری
(۱۳۸) آمنہ بیگم صاحبہ زوجہ سلیم شاہ صاحب احمد آباد سٹیٹ سندھ
(۱۳۹) آمنہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ لائلپور
(۱۴۰) آمنہ بیگم صاحبہ زوجہ ماسٹر محمد اسحاق صاحب خانپور
(۱۴۱) امینہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب دہلی
(۱۴۲) مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ زوجہ ملک صاحب خانصاحب نون فتح آباد شاہپور
(۱۴۳) بلقیس بیگم صاحبہ زوجہ عبد القادر صاحب لاہور چھاؤنی
(۱۴۴) بے نظیر بیگم صاحبہ زوجہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب سیالکوٹ
(۱۴۵) حاکم بی بی صاحبہ زوجہ حکیم غلام حسن صاحب لائبریرین ہیلاں گجرات
(۱۴۶) حلیمہ بیگم دختر میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں حال لدھیانہ
(۱۴۷) استانی رحمت الٰہی صاحبہ زوجہ عبد الرحمٰن صاحب منٹگمری
(۱۴۸) زہرہ بیگم صاحبہ زوجہ نیک محمد صاحب بوٹ میکر اوکاڑہ
(۱۴۹) زینب بی بی صاحبہ زوجہ محمد فاضل صاحب فیروزپور
(۱۵۰) زینب بیگم صاحبہ دختر میاں احمد دین صاحب زرگر آگرہ
(۱۵۱) زینت قدسیہ صاحبہ دختر امیر احمد صاحب قریشی لاہور
(۱۵۲) سجیدہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر مظفر حسین صاحب کوہاٹ
(۱۵۳) سردار بیگم زوجہ ملک عبد الحمید صاحب ربتاسی۔ موضع پڈھانہ ضلع لاہور
(۱۵۴) سلیمہ بیگم زوجہ مظفر احمد صاحب گنج لاہور
(۱۵۵) عزیزہ بیگم صاحبہ زوجہ میاں غلام محمد صاحب اختر۔ لاہور
(۱۵۶) علیمہ بیگم زوجہ پیر حبیب احمد صاحب نیرہ
(۱۵۷) محمدہ بی زوجہ علی احمد صاحب ہرکارہ قلعہ رام کور۔ ضلع شیخوپورہ
(۱۵۸) ممتاز بیگم دختر رحیم بخش صاحب بہاولپور
(۱۵۹) سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ زوجہ مرزا عزیز احمد صاحب ای۔اے۔سی گوجرانوالہ
(۱۶۰) نواب زرینہ بیگم زوجہ یوسف علی صاحب عرفانی
(۱۶۱) مستری جان محمد صاحب چک ۳۱۲ داؤ تیانی سندھ
(۱۶۲) امۃ السلام بیگم صاحبہ کراچی
(۱۶۳) بابو علی حسن صاحب سابق ڈرافٹسمین کوئٹہ
(۱۶۴) ڈاکٹر قاضی لعل دین صاحب ہوشیارپور
(۱۶۵) عبد القادر خان صاحب احسان بستی رندان ڈیرہ غازیخاں
(۱۶۶) عبد الکریم صاحب پسر منشی عبد الخالق صاحب ملازم لنگر خانہ
(۱۶۷) میر عبد الواحد صاحب افریقی۔ بنگال
(۱۶۸) مولوی عبداللہ صاحب نیر دی مولوی فاضل بمبئی
(۱۶۹) عظمت اللہ برادر چودہری عصمت اللہ صاحب وکیل لائلپور
(۱۷۰) میاں محمد اکبر علی صاحب لاہور
(۱۷۱) میاں محمد الدین پسر فتح دین صاحب ساکن ہرسیاں
(۱۷۲) بابو محمد صدیق صاحب برادر بابو محمد سعید صاحب کوہاٹ
(۱۷۳) سردار بیگم زوجہ ملک عبد الحمید صاحب پڈھانہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

دُنیا ایک بار پھر عظیم الشان جنگ کے ذریعہ قیامت کا نظارہ دیکھنے والی ہے

ترکی اور فرانس کے تنازعہ میں ہماری دُعائیں حکومتِ ترکیہ کے ساتھ ہونی چاہئیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

انسانی عقل

ایک ایسے مقام پر کھڑی رہتی ہے۔ کہ جس سے ذرا اِدھر اُدھر ہو کر انسان تباہی و بربادی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ گویا

انسانی ارادہ

ہر وقت پُل صراط پر رہتا ہے کہ جس کے اندر ذرا سا تغیر۔ یا تبدیلی پیدا ہونے کی وجہ سے نہایت

خطرناک نتائج

نکل آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اچھے اچھے سمجھدار۔ اور معقول انسان ان غفلت کی گھڑیوں میں جبکہ وُہ عقل و فہم کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ ایسی ایسی حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ کہ دُوسرے تو الگ رہے۔ وُہ خود بھی اپنی عقل کی گھڑیوں میں اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں۔ اور اگر ان پر وُہ ساعتیں ملامت کی نہ آئیں تو کم سے کم دنیا ان پر ہمیشہ کے لیے ملامت کرتی رہتی ہے۔ وُہ جابر بادشاہ جنہوں نے اپنی طاقت کے اوقات میں کئی شہروں اور ملکوں کے لیے

قتلِ عام کے حکم

دیئے تھے۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ان پر ندامت کی ساعات آئیں یا نہ آئیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ تاریخ میں ان واقعات کو پڑھکر سینکڑوں ہزاروں سال بعد بھی لوگ ان پر لعنتیں بھیجتے ہیں۔ اور ان کے افعال کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ہلاکو خاں

نے جب بغداد کو تباہ کیا۔ یا نادر شاہ نے جب دِلی کے قتلِ عام کا حکم دیا۔ اس وقت کے حالات کے مطابق وُہ یہی سمجھتے ہوں گے۔ کہ دیکھو۔ ہم کتنے طاقتور ہیں۔ لیکن ان کے بعد آنے والی نسلیں جن کی تعریف یا مذمت کوئی قیمت رکھتی ہے۔ وُہ

بغداد کی تباہی

یا دلی کے قتلِ عام کے حالات پڑھکر جس نفرت و حقارت سے ان افعال کو دیکھتی ہیں۔ اس کا اندازہ اگر اس وقت ہلاکو یا نادر شاہ کو ہو جاتا۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ باوجود بڑے بڑے طاقتور بادشاہ ہونے کے وُہ ان افعال سے باز رہتے۔ وُہ بے وقوف لوگ نہیں تھے۔ سمجھدار اور عقلمند لوگ تھے۔ ایک بے وقوف آدمی کس طرح ہزاروں لاکھوں کی کمان کرسکتا ہے۔ اور کس طرح اتنے

وسیع رقبوں پر حکمرانی

کرسکتا ہے۔ ان کی فتوحات۔ اور حکمرانیاں بتاتی ہیں۔ کہ وُہ سمجھدار تھے۔ مگر یہ افعال بتاتے ہیں۔ کہ اتنے سمجھدار لوگوں پر بھی کسی وقت کمزوری۔ اور ضعف کا وقت آجاتا ہے۔ تو یہ

جابر بادشاہ

جنہوں نے بڑے بڑے رقبوں اور علاقوں پر حکومتیں کیں۔ اپنے دوسرے اعمال سے عقل اور سمجھ کا ثبوت دیتے ہیں مگر ان سے ایسے افعال بھی سرزد ہوئے۔ جنہیں دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ شاید وُہ پاگل تھے۔

انسانی جان کی قیمت

کتنی بڑی ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے ایک شخص کو مار دیا اس نے گویا سارے جہان کو مار دیا۔ فکانّما قتل الناس جمیعا۔ یعنی ایک شخص کے قاتل کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے وُہ سارے جہان کا قاتل ہے۔ اور اگر ایک شخص کا قتل ایسا

بھیانک فعل

ہے۔ تو جنہوں نے شہروں میں قتلِ عام کر دیا۔ اور حکم دے دیا۔ کہ گلیوں میں چلتا۔ بازاروں میں پھرتا۔ یا دروازوں میں کھڑا جو شخص بھی ملے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ وُہ کتنے خوفناک جرم کے مرتکب ہوئے۔

مگر اس کے ارتکاب کی ان کی عقلوں نے اجازت دی۔ حالانکہ وہ لوگ بڑے بڑے سمجھدار تھے۔ اس زمانہ کے لوگ اپنے

بزرگوں پر حرف گیری

کے بڑے عادی ہیں۔ ایک بچہ بھی جب تاریخ میں ان واقعات کو پڑھتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ وہ لوگ بڑے وحشی تھے۔ بڑے غیر مہذب اور بڑے غیر متمدن تھے۔ کیونکہ انہوں نے ہزاروں اشخاص کو مروا دیا۔ اور دل میں ایک فخر محسوس کرتا ہے۔ کہ اسے خدا نے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے۔ یا اگر وہ خدا کا قائل نہیں۔ تو

اتفاقی طور پر

وہ ایسے زمانہ میں پیدا ہؤا ہے جب کہ لوگ بہت مہذب اور بہت متمدن ہیں۔ اور جبکہ ایسی حرکات کو بالکل ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

مگر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا یہ خیالات درست ہیں۔ کیا واقعہ میں آج انسان ایسا مہذب و متمدن ہو گیا ہے۔ کہ انسانی جان کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بیسیوں ڈاکٹر اپنے گھروں کو چھوڑ کر غیر ممالک کو جاتے ہیں۔ اور اس لئے تکالیف اٹھاتے ہیں۔ کہ بیماروں کا علاج کریں۔ کوئی انگلستان کو چھوڑ کر چین چلا جاتا ہے۔ کوئی

افریقہ کے جنگلوں میں

مارا مارا پھر رہا ہے۔ کوئی ہندوستان میں آ کر کوڑھیوں کے علاج میں مصروف ہے۔ تو دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ آج کل کے لوگ بہت متمدن ہیں۔ اور دوسرے کی جان لینے کی بجائے اسے بچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اگر اس کے بالمقابل ہم یہ دیکھیں کہ ہزاروں لوگ ایسی ایجادیں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ ایک حملہ سے سینکڑوں ہزاروں لوگ مر جاتے ہیں۔ یا

عمر بھر کے لئے بیکار

ہو جاتے ہیں۔ تو عقل یہ تسلیم کرنے سے عاجز آ جاتی ہے۔ کہ بچانے والے افعال انسانیت اور تمدن کا نتیجہ تھے۔ اگر اس زمانہ کا انسان ترقی کر چکا ہوتا۔ زیادہ متمدن ہو چکا ہوتا۔ پہلوں سے زیادہ مہذب ہوتا۔

انسانیت کے زیادہ قریب

ہو چکا ہوتا۔ تو یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ ایک بھائی تو ایک جان کو بچانے کے لئے اپنا وطن چھوڑتا۔ اور دوسرا بھائی جس سے پہلے کو بھی پوری ہمدردی ہے۔ اس لئے گھر سے نکلتا۔ کہ نہتے اور کمزور ہزاروں انسانوں کو ایک ہی بم سے اڑا دے۔ اگر تہذیب نے ترقی کی ہوتی۔ تو لوگوں کا اکثر حصہ ہمیں ایسا نظر آتا۔ جو ایسے جان لینے کے ذرائع کو

حقارت کی نظر سے

دیکھتا۔ لیکن ہمیں نظر یہ آتا ہے۔ کہ انسان کی جان لینے کے لئے اور ایسی ایجادیں کرنے کے لئے کہ کس طرح مخالف کو آسانی سے اپاہج اور بیکار کیا جا سکتا ہے۔ اتنے آدمی معروف ہیں۔ کہ جان بچانے کی فکر کرنے والے اتنے نہیں پھر جو

جان بچانے کی فکر

میں ہیں۔ ان کے دل بھی ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جو جان لینے والی ایجادات کرنے میں منہمک ہیں۔ جب جرمنی سے جنگ ہو رہی تھی۔ کیا انگلستان کے وہ ڈاکٹر جو اپنی

رحم دلی کا ثبوت

دینے کے لئے ہندوستان میں کوڑھیوں کے علاج میں معروف تھے۔ یا ملیریا کے ازالہ کے لئے کام کر رہے تھے۔ ان کے دلوں سے ہر وقت یہ آواز نہیں اٹھ رہی تھی۔ کہ خدا ہمارے بھائی کو طاقت دے۔ تا وہ زیادہ سے زیادہ جرمنوں کے سر کاٹ سکے۔ اور کیا وہ درخواستیں نہیں کر رہے تھے۔ کہ انہیں بھی جنگ میں شامل ہونے کا موقعہ دیا جائے۔ تا وہ اپنے جان بچانے والے کام کو چھوڑ کر جان لینے کا کام کر کے راحت حاصل کر سکیں۔ اور پھر کیا یہی حال آسٹرین اور جرمنوں کا بھی نہیں تھا۔

ہزاروں ڈاکٹر

جو ہمیشہ مریضوں کو تسلی دیتے تھے۔ کہ ہم ہر قربانی کر کے تمہاری جان بچائیں گے کیا اس وقت سارا زور نہیں لگا رہے تھے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اپنے مخالفوں کی جانیں زیادہ سے زیادہ نکال سکیں پس اس نظارہ کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انسان نے

تہذیب و تمدن میں ترقی

کی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان نے تہذیب و تمدن میں نہیں۔ بلکہ فریب اور دھوکہ دہی میں۔ ظاہر داری میں اور جھوٹ میں ترقی کی ہے۔ ہلاکو لوگوں کو مارتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں مارنے کے لئے آیا ہوں۔ مگر آج کے ہلاکو جب مارتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم

خدمت کے لئے آئے ہیں

نادر نے یہ کہہ کر قتل عام کرایا تھا۔ کہ میں اسے جائز سمجھتا ہوں۔ مگر اس زمانہ کے کتنے نادر ہیں۔ جو شہروں کو اجاڑتے ہیں۔ مگر کہتے یہ ہیں۔ کہ ہم اس قوم کی آزادی اور برتری کے لئے آئے ہیں۔ ذرا غور کرو۔ نادر نے دلی میں جو قتل عام کیا۔ اس کی کیا حقیقت تھی اس خونریزی کے مقابلہ میں جو ابی سینیا میں اٹلی نے کی ہے۔ ابی سینیا میں معمولی آدمی تو الگ رہے۔ خود بادشاہ بھی

زہریلے بموں کے اثر

سے بچ نہیں سکا۔ اور سر سے پیر تک زخمی ہو گیا۔ اچھے اچھے سمجھدار آدمی مدبرین اور جرنیل پاگلوں کی طرح چیخیں مارتے پھرتے تھے۔ جتنی تباہی حبشہ میں اٹلی کی بمباری نے کی۔ اتنی تو دلی میں نہیں ہوئی ہو گی۔ مگر نادر نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا۔ کہ میں

دلی کی اصلاح

کے لئے آیا ہوں۔ بلکہ اس نے یہی کہا تھا۔ کہ میں قتل کے لئے آیا ہوں وہ قاتل بے شک تھا۔ مگر جھوٹا نہیں تھا۔ مگر آج کل کے قاتل اپنے فائدہ کے لئے غریبوں کی کھالیں ادھیڑتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ ہم رفاہ عام کر رہے ہیں۔ ملک کی ترقی کے لئے آئے ہیں۔ یہ لوگ پہلوں سے زیادہ قاتل ہیں۔ اور پھر ساتھ جھوٹے بھی ہیں۔

ان حالات میں ہماری جماعت (جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک جماعت میں شامل ہیں۔) وہ

کنوئیں کے مینڈک

نہیں۔ جو سمجھتے ہیں چندہ دے دینا اور نمازیں پڑھ چھوڑنا کافی ہے، کہ وہ دوست جو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں پر غور کرتے ہیں۔ اور جو جانتے ہیں۔ کہ

خدا تعالےٰ کی جماعتیں دنیا کو بدلنے کے لئے آتی ہیں

جن میں سے ایک معمولی زمیندار جب اپنے کھیت میں ہل چلا رہا ہوتا ہے۔ تو یہ نہیں سوچتا کہ مجھے غلہ کتنا آئے گا بلکہ یہ سوچ رہا ہوتا ہے۔ کہ امریکہ اور جاپان کی اصلاح کس طرح ہو گی۔ ایک درزی جب پاجامہ سی رہا ہوتا ہے تو اس کا خیال اس طرف نہیں ہوتا۔ کہ مجھے اس کی کتنی اجرت ملے گی۔ بلکہ وہ یہ خیال کر رہا ہوتا ہے۔ کہ فلپائن اور امریکہ میں کس طرح

پاک انقلاب

پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ایک بڑھئی جب لکڑی صاف کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ نہیں سوچتا۔ کہ اس سے تیار شدہ میز یا کرسی کتنے میں بکے گی۔ بلکہ یہ سوچ رہا ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی اقتصادیات اور تہذیب و تمدن کی اصلاح کے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ وہ جماعت ہے۔ جو

حقیقتاً خدا کی جماعت

ہے۔ کنوئیں کے وہ مینڈک جماعت نہیں جو محض اس لئے کہ اس وقت اللہ تعالےٰ نے ان کو بادشاہت نہیں دی۔ سمجھتے ہیں کہ دنیا سے ہمیں کیا سروکار اور ہمیں ان باتوں پر غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس دوسری قسم کے لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا۔ بلکہ ان کو کرتا ہوں جو خدا کے نزدیک بھی جماعت میں شامل ہیں۔ بابر نے اپنے دشمنوں سے

گیارہ مرتبہ شکست

کھائی۔ اور اس کے بعد وہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں پاخانہ بیٹھا ہوا بھی ملکوں کی فتوحات کے متعلق سوچا کرتا تھا۔ اور میری ترقی کا ذریعہ ہی یہ ہوا۔ کہ ایک مرتبہ پاخانہ بیٹھے ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ ایک چیونٹی ایک دانہ کو دیوار پر چڑھانا چاہتی ہے۔ دانہ بڑا۔ اور وہ چھوٹی تھی۔ بار بار چڑھتی۔ اور پھر گر جاتی تھی۔ اور اس طرح

وہ بیس سے زیادہ بار گری

لیکن آخرکار کامیاب ہوگئی۔ یہ دیکھ کر مجھے اسقدر خیال آیا کہ مجھے اسے کی بھی ہوش نہ رہی۔ اور میں نے خیال کیا۔ کہ کیا میں اس چیونٹی سے بھی گیا گزرا ہوں۔ کہ گیارہ شکستوں سے ڈر جاؤں۔ چنانچہ اس نے پھر اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے کامیابی دی۔ اور آج دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

پھر کیا ہماری جماعت کے لئے جسے اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ

فتوحات پر فتوحات

دی ہیں۔ اور جس نے شکست کا نام بھی نہیں سُنا۔ مناسب ہے۔ کہ خیال کرے ہمیں دنیا سے کیا۔ ہمارے ایک غریب زمیندار کو جو دو یا چار کنال زمین پر گزراوقات کرتا ہے۔ یہ ہرگز ہرگز خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ مجھے دنیا کی سیاسیات سے کیا سروکار۔ ایک غریب تاجر جو چار یا چھ آنے یومیہ کماتا ہے اسے یہ خیال کر لینا مناسب نہیں۔ کہ مجھے

غیر ممالک میں پیدا ہونیوالے انقلابات

سے کیا واسطہ۔ اسی طرح ایک چھوٹے مدرس کو جو۔ الف۔ ب۔ پڑھاتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ مجھے دنیوی علوم سے کیا تعلق۔ اسی طرح ہمارے بڑھئی۔ درزی۔ اور دھوبی کو یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ میں جو کماتا ہوں۔ اس میں سے

حسب حیثیت چندہ

دے دیتا ہوں۔ مجھے اس سے کیا مطلب۔ کہ دنیا کی اقتصادی حالت کیسی ہے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسے اسی لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ

دنیا کو الٹ دے

جو شخص بھی اس جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ گویا اقرار کرتا ہے۔ کہ اس جماعت کی ذمہ واریوں کو وہ قبول کرتا ہے۔ اور اگر ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ وہ باہر نکلے۔ تو کم سے کم اسے یہ خیال تو کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کیا فوجی سپاہی ہر روز لڑائی کرتے ہیں۔ یا کیا پولیس والے ہر روز چوروں کو پکڑا کرتے ہیں۔ مگر کیا کبھی سپاہی کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے۔ کہ میں لڑنے کیلئے نہیں ہوں۔ ایک پولیس مین خواہ دس سال تک کسی چور کو نہ پکڑ سکے۔ اس کے مدنظر یہی ہوگا۔ کہ جب بھی موقعہ ملے۔ اسے پکڑوں۔ اور اگر وہ بددیانت ہے۔ تو یہ خیال آئے گا۔ کہ روپیہ لے کر اسے چھوڑ دوں۔ مگر روپیہ بھی تو اسی حالت میں ملے گا۔ جب اسے پکڑے گا۔ بہر حال

چور کو پکڑنے کا خیال

اس کے مدنظر ہوگا۔ ایک سپاہی کے سامنے بھی ہمیشہ لڑائی ہوگی۔ اگر وہ بہادر ہے۔ تو وہ خیال کرے گا۔ کہ اگر لڑائی ہوئی۔ تو میں اپنے ملک کے لئے یوں جان قربان کر دوں گا۔ اور

دشمن کو شکست

دوں گا۔ اگر کم بہادر ہے۔ تو وہ خیال کرے گا۔ کہ خدا کرے۔ لڑائی نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہوئی۔ تو مجھے لڑنا پڑیگا۔ اور اگر وہ بزدل ہے۔ تو خیال کر رہا ہوگا۔ کہ اگر لڑائی ہوئی۔ تو میں بھاگوں گا کس طرح۔ پس خواہ اپنی بہادری دکھانے کے لئے ہو خواہ لڑائی سے بچنے کے لئے۔ اور خواہ بھاگنے کی تجاویز سوچنے کے لئے بہر حال سپاہی کے مدنظر لڑائی ضرور ہوگی۔

اسی طرح تم میں سے خواہ کوئی بڑھئی ہے۔ یا دھوبی۔ یا جولاہا۔ معمولی زمیندار ہے یا ادنےٰ تاجر۔ اگر اپنا اپنا کام کرتے وقت اس کے ذہن میں

دنیا کی اصلاح کی تجاویز

نہیں آتیں۔ تو گویا اس نے اپنی پیدائش کی غرض نہیں سمجھی۔ میں تو حیران ہوتا ہوں۔ بعض دوست شکایت کرتے ہیں۔ کہ

الفضل میں سیاسی مضامین

شائع ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اگر وہ دنیا کی سیاسیات سے واقف نہیں ہوں گے۔ تو اس کی اصلاح کیسے کریں گے۔ کیا سیاست قرآن کریم کا حصہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی بات غلط شائع ہو۔ تو اعتراض ہوسکتا ہے۔

ایک دوست کو شکایت ہے۔ کہ:-

جاپان کے حالات

اخبار الفضل میں کیوں درج ہوتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں۔ جن کو میں کنوئیں کے مینڈک کہتا ہوں۔ فکر تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ جاپان کے حالات تو شائع ہوتے ہیں۔ فلپائن کے کیوں نہیں ہوتے۔ روس کے کیوں نہیں ہوتے۔ یہ غم تمہیں کھائے جانا چاہیئے۔ کہ کیا یہی ہماری پہونچ ہے کہ ہمارے اخبار میں صرف جاپان کے حالات ہی شائع ہوتے ہیں ہمارے دوستوں کو اس پر گلہ ہونا چاہیئے۔ جو نہیں چھپا نہ کہ اس پر جو چھپ رہا ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ

کیا جاپان کی اصلاح ہمارا فرض نہیں

اگر ہے۔ تو اگر اس کے حالات کا علم نہ ہوگا۔ تو ہمارے دل میں اس کے لئے درد کس طرح پیدا ہوگا۔ اور ہم اس کی اصلاح کس طرح کر سکینگے۔

پس ہماری جماعت کو اپنے فرائض کو سمجھنا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں دنیا کی اصلاح کے لئے پیدا کیا ہے۔ خاصکر ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں اس قدر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کیا ایک طبیب کہہ سکتا ہے۔ کہ لوگ آکر مجھے تنگ کرتے ہیں۔ جو اپنی بیماریاں مجھے بتاتے ہیں۔ اگر وہ ان بیماریوں سے آگاہ نہ ہو۔ تو علاج کس طرح کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب تک تم دنیا کے حالات سے واقف نہ ہو۔ اس کی اصلاح کیسے کر سکتے ہو۔ ہم نے اپنے زور سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت بڑا کام کیا ہے حیات مسیح کے عقیدہ کو بدل دیا ہے

قرآن کریم کے فتح کے خیالات

کو بدل دیا ہے۔ عیسائی ممالک میں بائیبل کے متعلق عیسائیوں کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ مگر ابھی یہ کام ایسا ہی ہے۔ جیسے سمندر کے مقابلہ میں کنواں۔ ہمارا تعلق ساری دنیا سے ہے اس لئے ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ دنیا کو ان مختلف بلاؤں سے کس طرح نجات دلائی جا سکتی ہے۔ جو اس پر نازل ہو رہی ہیں۔ اگر اس خیال سے کہ ہمارے پاس طاقت نہیں بیٹھ جائیں۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے

ایک قصہ مشہور ہے

کہ ایک میراثی بیکار رہنے کا عادی تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے کہتی کہ کوئی کام کرو۔ مگر وہ جواب دیتا کہ کام ملتا نہیں۔ آخر جنگ شروع ہوئی۔ اور لوگ بھرتی ہونے لگے اس کی بیوی نے کہا۔ کہ جاؤ تم بھی فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا۔ کہ بیویاں تو اپنے

خاوندوں کی خیر خواہ

ہوتی ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ تم میری دشمن ہو۔ اور چاہتی ہو۔ کہ میں لڑائی میں شامل ہوں۔ اور مارا جاؤں۔ اس کی بیوی نے کچھ چنے لئے اور انہیں چکی میں پیسنے لگی۔ بعض اوقات چکی میں کسی جگہ آٹا جمع ہو جائے۔ تو سل اونچی ہو جاتی ہے۔ اس لئے بعض دانے ثابت ہی نکل آتے ہیں۔ میراثن نے اپنے خاوند کو بلایا۔ اور کہا کہ دیکھو جسے خدا بچانا چاہے وہ چکی کے پاٹ میں سے بھی سلامت نکل آتا ہے۔ اس لئے تم کیوں یہ خیال کرتے ہو کہ ضرور مارے جاؤ گے۔ اس پر میراثی نے جواب دیا کہ

"توں مینوں دلیاں ہویاں وچہ ای سمجھ لے"

یعنے تو میرا شمار انہی دانوں میں کر جو پیسے جا چکے ہیں۔ تو اس قسم کے خیال وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو اپنا شمار پہلے ہی پسے ہوؤں میں کر لیتے ہیں۔

جنگِ عظیم

میں بعض انگریزی فوجوں کے آدمی وسط جرمنی میں جا کر قید ہوئے۔ اور پھر ساری فوجوں اور حفاظتوں سے بچتے ہوئے بھاگے۔ اور اپنے ملک میں سلامت پہنچ گئے۔

ایمڈن جرمنی کا ایک چھوٹا سا جہاز تھا۔ جس نے مدراس پر آکر گولہ باری کی۔ ہندوستانی چونکہ جنگی فنون سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس لئے جب ایمڈن نے

مدراس پر گولہ باری

کی۔ تو باوجودیکہ مدراس یہاں سے بارہ سو میل دور ہے۔ پنجاب کی عورتوں کے دل دھڑکنے لگے تھے۔ اس جہاز کو آسٹریلیا کے قریب جا کر انگریزی علاقہ میں اور انگریزی جزیرہ میں انگریزی فوجوں نے تباہ کیا۔ وہ ملک انگریزوں کا تھا۔ اس کے ایک طرف جاپان تھا جو انگریزوں سے ہمدردی رکھتا تھا۔ دوسری طرف روس تھا جو خود جنگ میں شامل تھا۔ مگر پھر بھی ایمڈن والوں کا ایک حصہ وہاں سے بھاگ کر نکل گیا اور کم سے کم ایک شخص تو

جاپانی۔ انگریزی اور روسی فوجوں سے بچتا ہوا

جرمنی جا پہنچا۔ اور پھر جنگ میں شریک ہو گیا۔ جو ابھی جاری تھی جس وقت جہاز تباہ ہوا تھا۔ وہ اگر پیش خطا کر کے بیٹھ جاتے تو پکڑے جاتے۔ مگر انہوں نے جرأت کی۔ اور بچ کر نکل گئے۔ انہوں نے اپنے

حیرت انگیز حالات

بیان کئے ہیں۔ کہ وہ کس طرح بچ کر نکل گئے۔ اور پھر لڑائی میں شامل ہو گئے فرانس اور اٹلی وغیرہ سب ممالک کے لوگوں نے ایسے کارنامے دکھلائے بعض قید ہو گئے۔ اور سات سات سال قید رہے۔ اب بھی کئی قیدی ہیں جو جیل خانوں میں ہی مر جاتے ہیں۔ مگر کئی ہیں جو دو چار ماہ بعد ہی بھاگ نکلتے ہیں۔ پس اگر انسان حوصلہ نہ ہارے تو سو راہیں نکل آتی ہیں۔ اور ہمارے لئے تو ایک راستہ بنا بنایا ہے۔ ہم دعا تو کر سکتے ہیں۔

میں اس وقت جماعت کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں پھر دنیا میں

شدید تغیرات

پیدا ہو رہے ہیں۔ اور عنقریب شدید لڑائی لڑی جانے والی ہے۔ جو انگریزوں اور جرمنوں کی گذشتہ جنگ سے بھی سخت ہو گی۔ یہ اس وقت تک اس وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ کہ

انگریز ابھی تیار نہیں

اگر تیار ہوتے۔ تو اٹلی نے جس وقت حبشہ پر حملہ کیا تھا۔ اسی وقت جنگ چھڑ جاتی۔ جنگِ عظیم کے بعد انگریز بیچارے تو صلح صلح پکارتے رہے۔ اور یورپ کی دوسری قومیں اپنی فوجی طاقت کو بڑھاتی رہیں۔ اور اب نتیجہ یہ ہے۔ کہ اٹلی جو چھوٹا سا ملک ہے۔ خم ٹھونک کر چیلنج دے رہا ہے۔ اور

انگریز خاموش ہیں

اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ انگریز لڑنا نہیں چاہتے۔ بے شک انگریزوں میں بعض ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ اگر جرمنی انگلستان پر بھی قبضہ کرے تو کیا۔ اور ایک

لیبر لیڈر

نے تو اس قسم کی ایک تقریر حال میں ہی کی ہے۔ مگر بعض ایسے بھی تھے۔ جو محسوس کر رہے تھے۔ کہ ہماری ذلت ہو رہی ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر لڑائی ہوئی۔ تو اس سے بھی زیادہ ذلت ہو گی۔ اس وقت سے انگریز بھی برابر سامان جنگ بڑھا رہے ہیں مگر جرمنی اور اٹلی بھی اب بہت سمجھدار ہو رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ

انگریز ۱۹۳۷ء کے آخر تک نہیں لڑ سکتے

اس لئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ گو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اگر بہت زیادہ مجبور کیا جائے۔ تو برطانوی حکومت ۱۹۳۷ء میں ہی لڑ پڑے۔ لیکن یوں حکومت کا پروگرام ۱۹۳۸ء میں پورا ہو گا۔ ابی سینیا کے بعد اٹلی نے

سپین میں سوال

اٹھا دیا ہے۔ انگریزی اخبارات کے بیان کے مطابق اٹلی والوں کا ڈھنگ عجیب ہے۔ وہ ایک کام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ صلح کی ہر مجلس میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ اور جب

صلح کی تجاویز

ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم سوچ کر جواب دیں گے۔ اس سوچنے کے دوران میں

حملہ بھی جاری رکھتے ہیں

اور جب وہ علاقہ فتح ہو جاتا ہے۔ یا کام ختم ہو جاتا ہے۔ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو صلح پر تیار تھے۔ مگر افسوس اب تو وہ علاقہ فتح ہی ہو گیا۔ اور پھر کسی اور جگہ پر اپنا رسوخ بڑھانے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر جب

انگریز اور فرانسیسی

سوال اٹھاتے ہیں۔ تو کہہ دیتے ہیں یہ معاملہ ذرا پیچیدہ ہے۔ سوچ سمجھ کر جواب دیں گے۔ ادھر برطانیہ اور فرانس بھی جانتے ہیں۔ کہ اس سوچنے کا کیا مطلب ہے۔ مگر کر کچھ نہیں سکتے مثلاً آج کل والنٹیروں کا سوال ہے

اٹلی اور جرمنی سے برابر والنٹیر

سپین جا رہے ہیں

انگریز اور فرانسیسی کہتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اٹلی اور جرمن والے کہتے ہیں کہ اچھا ہم غور کرکے جواب دیں گے۔ مگر ساتھ ہی ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۶ء سے ۲- جنوری ۱۹۳۷ء تک دس ہزار والنٹیرز اٹلی سے۔ اور دس ہزار جرمنی سے سپین پہونچ گئے ہیں۔ باغیوں نے ساٹھ ہزار کا مطالبہ کیا تھا۔ اگر یہ درست ہے تو غالباً جب ساٹھ ہزار آدمی پہونچ جائیگا پھر یہ اقوام کہہ دیں گی۔ کہ اچھا اب والنٹیر روانہ نہ کئے جائیں ؛

اگر غور کیا جائے۔ تو اصل میں یہ قصور دونوں کا ہے۔ اٹلی والے دیکھتے ہیں۔ کہ فرانس اور انگلستان کے پاس بہت سی نوآبادیات ہیں۔ اور ہمارے پاس کوئی نہیں۔ وُہ سمجھتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ دُوسرے ملکوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہم نہ اٹھائیں چونکہ

انگلستان کے بعض مقتدر مصنف

اور سیاست دان غلطی سے یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو تہذیب اور شائستگی سکھانے جاتے ہیں۔ جو بات غلط ہے۔ اور میں بار بار اس کے متعلق انگریزوں کو توجہ دلا چکا ہُوں۔ کہ اس دلیل کا خود ان کو نقصان پہنچے گا ان کو صاف کہنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کو اس وقت کے رائج الوقت قوانین ملک بازی کے مطابق ہم نے لیا تھا۔ اور اب ہم عدل اور انصاف سے اس پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ انگریز سیاستدانوں کی اس

غلط دلیل

سے اٹلی اور جرمنی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی دوسرے ملکوں کو تہذیب اور شائستگی سکھائیں گے چنانچہ اٹلی والوں نے یہی دلیل ابی سینیا کی جنگ کی تائید میں دی تھی ؛

یہ ظاہر ہے۔ کہ ایک مدرس دوسرے کو کس طرح منع کرسکتا ہے۔ کہ وُہ علم نہ پڑھائے۔ اس دلیل کے نئے استعمال کا نتیجہ یہ ہُوا ہے۔ کہ اب بعض قومیں صاف کہہ رہی ہیں۔ کہ رفاہِ عام نہیں۔ ہم اپنے فائدہ کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ اور ہم اپنا فائدہ چھوڑنے کے لئے کسی صورت میں تیار نہیں ہیں۔ اب تو بعض انگریز مدبرین نے بھی صاف کہہ دیا ہے۔ کہ ہم نے ہندوستان پر اپنے فائدہ کے لئے قبضہ کر رکھا ہے۔ مگر اٹلی والوں نے ان باتوں سے

کانوں میں روئی

ٹھونسی ہُوئی ہے۔ وُہ برابر یہی کہے جا رہے ہیں۔ کہ ہم بھی رفاہِ عام کے کاموں میں حصہ لیں گے۔ اور ثواب میں شریک ہوں گے۔

پس غلطیاں دونوں طرف ہیں۔ اور حالت وہی ہو رہی ہے۔ کہ

جوگی جوگی لڑیں اور کھپروں کا نقصان

جوگی آپس میں لڑنے لگے۔ تو چھپروں کی چھتوں کو توڑ کر لکڑیاں اور سلیں ایک دُوسرے کو مارنے کے لئے اُتار لیں۔ ان لڑائیوں کے نتیجہ میں وُہ قومیں جن کے پاس لڑائی یا حفاظت کے سامان نہیں ہیں۔ تباہ ہو رہی ہیں پس یہ صحیح نہیں۔ کہ ہم ان باتوں سے بے دخل ہو سکتے ہیں۔ انگلستان کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت ایسی ہے۔ کہ جس چیز سے اسے نقصان پہنچے اس سے ہندوستان کو بھی پہونچیگا۔ خواہ ہندوستانی انگریزوں سے بے تعلقی ہی ظاہر کریں۔ مثلاً اگر اٹلی والے ابی سینیا میں فوجی مرکز قائم کرکے

ہندوستان پر حملہ

کریں۔ تو اس سے ہندوستانی ہی مرینگے پس ہمارے لئے خاصکر ان قوموں کے لئے جو انگریزوں سے تعلقات رکھتی ہیں۔ بہت خطرات ہیں۔ حالات ایسے ہیں۔ کہ انگریز اس جنگ سے باہر نہیں رہ سکتے۔ چین اور افغانستان وغیرہ ممالک ممکن ہے۔ بچ جائیں مگر

انگلستان کا ان اثرات سے محفوظ رہنا محال ہے

اس لئے دوستوں کو خصوصیت سے دُعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ آئندہ جو سامان لڑائی یا فتنہ کے ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے لئے اور ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والی اقوام کے لئے ان سے بچنے کے سامان بھی کردے۔ بے شک تم مسولینی کی طرح گھونسہ نہیں دکھا سکتے۔ ہٹلر کی طرح تلوار نہیں چمکا سکتے۔ مگر دُعائیں تو کر سکتے ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو منظم کرسکتے ہو۔ کیونکہ منظم قوم کو ہر ایک اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ

انگریزوں کے بعض افراد سے ہمیں شکوہ ہے

اور جب تک ازالہ نہ ہو جائے۔ وُہ دُور نہیں ہو سکتا۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ انگریز قوم کے ساتھ ہمارے تعلقات ایسے ہیں۔ کہ اس کی تباہی کے بعد ہم نقصان سے نہیں بچ سکتے۔ اس لئے یہ بھی دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ انگریزوں کو ایسے رستہ پر چلائے۔ جو انہیں تباہی کی طرف لے جانے والا نہ ہو ؛

پھر فرانس اور ترکی کا جھگڑا

ہو رہا ہے۔ شام کے بعض علاقے فرانس نے لئے ہُوئے تھے۔ پہلے اس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ بعد میں ان کو چھوڑ دے گا۔ مگر اب وُہ انہیں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ترک ان علاقوں کو مانگ رہے ہیں۔ اور بظاہر جنگ پر آمادہ۔ لیکن حالات بظاہر ترکوں کے سخت خلاف ہیں۔ کیونکہ چند ماہ پہلے ترکوں کے سچے دوست صرف روسی تھے۔ جرمن بھی پہلے ان کے ساتھ تھے۔ مگر اب چونکہ جرمنی کا اٹلی سے دوستانہ ہے۔ اور اٹلی ترکی کے ایک علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ترکی سے اسے مخالفت ہو گئی ہے۔ اس وجہ سے جرمنی بھی ترکی سے دُور چلا گیا ہے۔

روس کا فرانس سے معاہدہ

ہو چکا ہے۔ اس لئے روس بھی اب ترکی کی مدد نہیں کرسکتا۔ پس اس وقت ترکی حکومت بالکل بے یار و مددگار ہے ہم یہاں دُور بیٹھے ہُوئے حالات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتے۔ مگر جہاں تک علم ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ اگر ترکی حکومت یہ کام سال بھر بعد شروع کرتی۔ یا سال بھر پہلے کرتی۔ تو زیادہ اچھا ہوتا۔ اگر وُہ علبشہ کی جنگ کے موقعہ پر کرتی۔ یا پھر ۱۹۳۸ء میں کرتی۔ تو زیادہ فائدہ میں رہتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہرحال ترکی حکومت نے فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ اگر فرانس وُہ علاقے واپس نہیں کرے گا۔ یا لیگ کی معرفت کرائی

مناسب سمجھوتا

نہیں ہوگا۔ تو ہم بزورِ شمشیر یہ علاقے لے لینگے۔ ترک ایک ایسی قوم ہے۔ جس نے اسلام کے کئی پہلوؤں کو ترک کردیا ہے۔ مگر باوجود اس کے لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں اب بھی ان کی مسجدوں سے آتی ہیں۔ اب بھی ان کی نمازوں میں خدا تعالےٰ کا کلام پڑھا جاتا ہے اب بھی وُہ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ انشاء اللہ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہیں۔ اگر بعض باتوں میں وُہ غلطی پر ہیں تو اسلام کی بعض باتوں پر وُہ قائم بھی ہیں۔ اس لئے انکے دُکھوں کو ہم نظر انداز نہیں کرسکتے۔ تمام اختلافات کے باوجود یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ترک دکھ میں ہوں۔ اور ایک مسلمان کہلانے والا تکلیف محسوس نہ کرے ۔

اس لئے ہمیں یہ بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اگر ترک۔ بہرحال لڑائی پر ہی آمادہ ہوں۔ تو

اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرے

اور انہیں طاقت دے۔ ان کی مثال یورپین حکومتوں میں ایسی ہی ہے۔ جیسے بتیس دانتوں میں زبان کی۔ اور ایک باشندے کی جو پہلوان سے لڑائی پر آمادہ ہو۔ اس لئے ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اول تو ان کو لڑائی سے بچائے۔ اور اگر وہ لڑائی پر ہی آمادہ ہوں۔ تو ان کی مدد کرے۔ ایک فرانسیسی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ اور ترک قائل۔ بے شک ترک کی حکومت سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری حکومت قائم نہ ہو۔ لیکن

ادھوری حکومت

بھی بالکل نہ ہونے سے بہتر ہے۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اگر لڑائی سے انہیں نقصان پہونچتا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اس سے ان کو بچائے۔ اور اگر اس طرح ان کے حقوق حاصل ہوسکتے ہوں تو انہیں ہمت دے۔ اور ہمیں تو ہم ان کی دعا سے تو مدد کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ضرورت کے موقعہ پر چندے وغیرہ بھی دے سکتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ ہماری جماعت کے بعض کنوئیں کے مینڈک

زلزلہ کے مصیبت زدگان

کے لئے چندہ پر بھی اعتراض کرتے تھے گویا وہ اس دنیا میں نہیں۔ بلکہ کسی اور دنیا میں رہتے ہیں۔ ایسے لوگ مشاءاللہ اس خیال پر بھی نکتہ چین ہوں مگر مجھے ان کی پرواہ نہیں۔

پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ دنیا سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ ہمارا ہی تو واسطہ دنیا سے ہے۔ جب خدا تعالےٰ نے دنیا ہمیں دے دی ہے۔ اور اس کا وعدہ ہے۔ کہ میں دنیا دوسروں سے چھین کر تمہارے حوالہ کردوں گا۔ تو پھر اگرچہ اس وقت وہ ہمارے قبضہ میں نہیں۔ ہم اس سے کس طرح غافل رہ سکتے ہیں۔ ہمیں

حضرت سلیمان کے زمانہ کے ایک واقعہ سے سبق

لینا چاہیئے۔ کہتے ہیں ایک شخص کی دو بیویاں تھیں۔ دونوں کے ہاں لڑکے تولد ہوئے۔ اور وہ زچگی کے معاً بعد دور دراز مقام پر اپنے رشتہ داروں کے ہاں چلی گئیں۔ کئی مہینوں کے بعد جب واپس آرہی تھیں۔ تو ایک کے بچے کو بھیڑیئے نے کھا لیا۔ دوسری نے خیال کیا۔ کہ اس کا خاوند اب اس سے محبت نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس کے بچہ نہیں۔ اس لئے اس نے یہ کہنا شروع کردیا۔ کہ دوسری کے پاس جو لڑکا ہے وہ دراصل میرا ہے۔ جھگڑا حضرت سلیمان کے پاس پہونچا۔ آپ نے بچہ کو ہاتھ میں لے لیا۔ اور کہا کہ اس امر کا فیصلہ مشکل ہے۔ کہ دراصل یہ کس کا بچہ ہے۔ میں اسے آدھا آدھا کرکے بانٹ دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا۔ کہ چھری لاؤ۔ اور چھری منگوا کر بچہ کے پیٹ پر رکھ دی۔ گویا کاٹنے لگے ہیں۔ یہ دیکھ کر جس کا بچہ مرچکا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ بالکل انصاف ہے۔ پس آپ آدھا آدھا بانٹ دیں اس نے خیال کیا۔ کہ اس طرح اس کا بچہ بھی مرجائے گا۔ اور ہم دونوں برابر ہوجائیں گی۔ مگر

ماں کی مامتا

جوش میں آئی۔ اور اس نے کہا۔ حضور بچہ دراصل اسی کا ہے۔ میرا نہیں آپ اسے ہی دے دیں۔ کیونکہ اس نے خیال کیا کہ بچہ خواہ اس کے پاس ہی رہے۔ مگر بچ جائے۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ جس کی چیز ہو۔ وہ اس کی تباہی کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔ پس جبکہ ہمارا خدا ہمیں کہتا ہے۔ کہ زمین وآسمان تمہارے لئے ہیں۔ پھر وہ لوگ کتنے پاگل ہیں جو کہتے ہیں۔ مصیبت زدگان زلزلہ کے لئے چندہ مت کرو۔ اور ان باتوں پر ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ کہ خلیفہ

سیاسی کاموں میں حصہ

لیتا ہے۔ اگر ہمیں ان کاموں میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں۔ تو تم دنیا کی ملکیت سے دستبردار ہوچکے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا بیان ہے۔ کہ آپ ایک دفعہ

بیت الدعا

میں دعا کررہے تھے۔ اوپر مولوی صاحب نے اپنے لئے دعا کا کمرہ بنوایا ہوا تھا مولوی صاحب کہتے ہیں۔ مجھے ایسی آواز نیچے سے آئی جس طرح کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو۔ اور آہ وزاری کررہی ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کررہے ہیں۔ اور یہ فقرہ بار بار آپ کی زبان پر آتا ہے۔ کہ الٰہی اگر مخلوق اسی طرح طاعون سے تباہ ہوتی گئی۔ تو تیرے پیغام پر ایمان کون لائے گا۔ یہ ہے ہمارا امام۔ مگر تم ہو۔ کہ ہر نیکی کے کام پر بعض منافق شرارت سے اور بعض کمزور بے وقوفی سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کہ یہ کام نہ کریں۔ ہمارا کیا واسطہ ہے۔ حالانکہ

دنیا سے واسطہ ہمارا ہی ہے

لوگ اگر ڈوبیں تو بچانا ہمارا فرض ہے اگر قحط سے مریں۔ تو کھلانا ہمارا فرض ہے۔ اگر لڑنے لگیں۔ تو صلح کرانا ہمارا فرض ہے۔ اور اگر لڑ پڑیں۔ تو

حقدار کی مدد کرنا

ہمارا فرض ہے۔ اور اگر ابھی مادی طور پر ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ تو کم سے کم ہمیں دعا تو ضرور کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔ ہاں یہ یاد رکھو۔ کہ جب تک امام نہ کہے کہ کیا دعا کرنی ہے اس وقت تک یہی دعا کرتے رہو۔ کہ الٰہی جس میں تیرے دین اور اسلام کی خیر ہو وہی کردے۔

پس

زمانہ سخت نازک ہے

پھر بھائی بھائی کا گلا کاٹنے کو تیار ہے۔ دنیا پھر ایک بار قیامت کا نظارہ دیکھنے کے لئے بیتاب ہے۔ اور اگر ہمارے ہاتھوں میں نہیں۔ تو ہمارے دل میں طاقت ضرور ہے۔

اس لئے ہمیں اپنے قوی دل سے کر خدا تعالےٰ کے پاس جانا چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو سمجھ دے۔ اور وہ لڑائی سے بچ جائیں۔ اور اگر لڑائی ہو۔ تو غلبہ اسے عطا کرے۔ جس کا جیتنا اسلام کے لئے مفید ہو۔ اور اللہ تعالےٰ برطانوی حکومت کو بھی صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ اور اسے ایسے نقصان سے بچائے۔ جو سلسلہ اور اسلام کے لئے نقصان کا موجب ہو۔

پھر ہمیں

ترکوں کے لئے بھی دعا

کرنی چاہیئے۔ آخر وہ اسلام کے نام لیوا ہیں۔ اگر لڑنا ان کے لئے مضر ہو۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں لڑائی سے بچائے اور اگر مفید ہو۔ تو ان کے ہاتھوں میں طاقت وقوت عطا کرے۔ اور ان کے دشمنوں کے ہاتھوں کو شل کردے۔ تا یہ

بہادر قوم

جو سینکڑوں سال سے مسیحی دنیا کے تعصب کا شکار ہورہی ہے۔ اسلام کے نام کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا نہ ہو۔

تحریک قرضہ ساڑھے ہزار

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کی واپسی کا اعلان گذشتہ اکتوبر میں کیا گیا تھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ قریباً کل روپیہ واپس کردیا گیا ہے۔ صرف چند ایک ایسے دوست ہیں۔ جنہوں نے تا حال اصل رسیدات قرضہ ارسال نہیں کیں۔ حالانکہ اخبار میں اعلان کرنے کے علاوہ ان کو علیحدہ خطوط بھی لکھے جاچکے ہیں۔ ان دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اصل رسیدات جلد ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان کا روپیہ ادا کرکے اس تحریک کا حساب بند کردیا جائے ان دوستوں کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں:

(۱) قاضی محمد رشید صاحب کوئٹہ
(۲) سردار محمد صاحب احمدی ونجواں
(۳) شیخ ظفر الحق صاحب E.A.C. فیروزپور
(۴) ڈاکٹر محمد صدیق صاحب برہما۔
(۵) مکرمہ اہلیہ صاحبہ چودھری محمد شریف صاحب منٹگمری
(۶) علامہ عبدالقادر صاحب راجشاہی (۷) بابو محمد عمر صاحب محلہ پہاڑی گنج دہلی ❊ (فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

چندہ تحریکِ جدید کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد

ذیل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تقریر کا مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔ جو حضور نے چندہ تحریک جدید سال سوم کے وعدوں کے جلد تر بھجوانے کے متعلق جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی جن جماعتوں یا افراد کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ انہیں چاہیئے کہ فوری توجہ فرما کر اپنے وعدوں کی فہرستیں حضور کی خدمت میں بھجوا دیں۔ کیونکہ میعاد مقررہ ختم ہونے والی ہے۔ خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

حضور نے فرمایا:-

ابھی بہت سے افراد ایسے ہیں۔ جن کی طرف سے وعدوں کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور باہر کی جماعتوں میں سے بھی کئی جماعتیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک تحریک جدید کے لئے چندہ کا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ پس میں جماعتوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ میرا خطبہ جو میں نے اس سال کی تحریک جدید کا آغاز کرتے ہوئے پڑھا تھا۔ (یہ خطبہ ۲۷ رنومبر کا ہے۔ جو الفضل ۱۳۳ میں شائع ہوا۔ اور دو دفعہ جماعتوں کو بھیجا گیا۔) اپنی اپنی جماعت کے افراد کو سنا دیں۔ اور اگر وہ خوشی سے حصہ لینا چاہیں۔ تو ان کے وعدوں کی اطلاع مرکز میں بھجوا دیں۔

میں نے بار بار کہا ہے۔ کہ تحریک جدید کے چندوں میں جبر نہیں۔ پس کسی پر اس طرح جبر نہ کرو۔ کہ ضرور چندہ دو۔ ضرور چندہ دو۔ ہاں تمہارا یہ فرض ہے۔ کہ ہر احمدی کے کان تک یہ آواز پہنچا دو۔ اس کے گھر پر پہنچ کر عورتوں اور بچوں کو بھی تحریک جدید کے اغراض و مقاصد بتاؤ اور کہدو کہ اس تحریک میں شمولیت ہر شخص کی مرضی پر منحصر ہے۔ پھر اگر کوئی شخص شامل ہونا چاہے۔ تو اسے شامل کرو۔ اور جو شامل نہ ہونا چاہے۔ اس پر شمولیت کے لئے زور نہ دو۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ دوسروں پر اصرار کرنے کی وجہ سے وہ ثواب جاتا رہتا ہے۔ جو اختیاری اور طوعی تحریک میں اپنی مرضی سے شمولیت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے گھروں پر جا کر پورے زور سے تحریک جدید کی آواز ہر مرد اور ہر عورت کے کان تک پہنچا دیں۔ یہاں تک کہ کوئی احمدی گھر ایسا نہ رہے۔ جس کے مردوں جس کے عورتوں اور جس کے بچوں کو اس تحریک کا علم نہ ہو۔ اور کوئی جماعت ایسی نہ رہے جس کو اس کی اہمیت اور ضرورت کا احساس نہ ہو۔ پھر یہ اگلے کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ اس میں حصہ لے یا نہ لے۔ مگر جب وہ اپنی خوشی سے اس میں حصہ لے گا۔ تو اسے اپنے وعدے کو بہر حال پورا کرنا پڑے گا۔ سوائے اس صورت کے وہ اپنی معذوری ثابت کر کے دفتر سے چندہ معاف کرا لے۔ یا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص وعدہ کرے۔ اور پھر حالات بدل جانے کی وجہ سے وہ اپنے وعدہ کو مقررہ میعاد کے اندر پورا نہ کر سکے۔ ایسا شخص بھی مزید مہلت لے سکتا ہے۔ مگر ان کے علاوہ جو شخص اپنے چندہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا۔ وہ سُست اور غافل سمجھا جاوے گا۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر خصوصیت سے ہر مرد و عورت کو وہ خطبہ سنا دیں۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو جلسے کر کے وہ خطبہ سنائیں۔ تا ہر شخص کو اس تحریک کا علم ہو جائے۔

اس دفعہ تحریک چونکہ کچھ دیر سے ہوئی۔ اس لئے ہندوستان کے لوگوں کے لئے ۳۱ رجنوری ۱۹۳۷ء آخری تاریخ ہے۔ یعنی ۳۱ رجنوری ۱۹۳۷ء کے بعد ہندوستان سے اگر کسی شخص نے اس تحریک میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ تو اس کا وعدہ قبول نہیں کیا جاوے گا۔ میرا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ ۳۱ رجنوری ۱۹۳۷ء کے بعد ڈاک میں ڈالا ہوا خط اگر ہمیں ملے گا۔ تو اس خط میں وعدہ کرنے والے کا روپیہ اس تحریک میں قبول نہیں کیا جاوے گا۔ ہاں چونکہ یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ۳۱ رجنوری کی شام کو خط ڈاک میں ڈالے۔ اور وہ یکم فروری کی مہر لگنے کے بعد یہاں پہونچے اس لئے جس خط پر یکم فروری کی مہر ہو گی۔ وہ بھی لے لیا جاوے گا۔ لیکن اس تاریخ کے بعد جن لوگوں کے خط آئے انہیں اس تحریک میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست نہایت عمدگی سے تحریک جدید کی آواز ہر شخص کے کان تک پہونچا دینگے اور اپنی اپنی جماعتوں کی لسٹیں مکمل کر کے جلد سے جلد بھجوا دینگے

میں نے تحریک کی تھی۔ کہ جماعت کو اس سال کی تحریک جدید میں گذشتہ سالوں سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھانے چاہئیں۔ مجھے خوشی ہے کہ جماعت نے اس پر عمل کیا ہے۔ ......

قریباً تمام جماعتوں نے گذشتہ دو سالوں سے زیادہ قربانی کی ہے۔ سوائے دو جماعتوں کے کہ ان کی طرف سے بجائے زیادتی کے کمی ہو گئی ہے۔ باقی سب نے زیادہ حصہ لیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض نے گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں دوگنی رقم لکھائی ہے۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء کے متعلق
اعلان

حسب ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ تعالےٰ ۲۶ رمارچ ۱۹۳۷ء بعد نماز جمعہ سے شروع ہو کر ۲۸ رمارچ ۱۹۳۷ء کی دوپہر تک جاری رہے گا۔

ضروری ہے کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سیکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔

نوٹ:- جماعت کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری
قادیان

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے متعلق

ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز کی رائے

جناب شیخ رحیم بخش صاحب بی۔ اے بی۔ ای۔ ایس ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے ۱۶، ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء کو بمعیت ڈسٹرکٹ انسپکٹنگ سٹاف تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا معائنہ کر کے جو رپورٹ "لاگ بک" میں درج کی اس کا اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"یہ امر قابل مسرت ہے کہ گذشتہ سال کی تعداد میں ۸۳ کا اضافہ ہو کر سال زیر رپورٹ میں سکول کے طلبا کی کل تعداد ۴۱۷ ہو گئی ہے۔

سکول میں سامان کافی نظر آتا ہے۔ امسال سائنس کے پریکٹیکل کے لئے سات میز قیمتی ۲۵۰ روپیہ بنائے گئے ہیں۔ ہوسٹل کافی وسیع ہے۔ وہاں ہوا اور روشنی کا کافی اچھا انتظام ہے۔ بورڈرز کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ ہوسٹل میں رہائش اور رات کی پڑھائی کا انتظام تسلی بخش ہے۔

لائبریری میں کتب کی کل تعداد ۴۸۲۷ ہے۔ گویا امسال ۸۰۵ کتب کا اضافہ ہوا۔ لائبریری کے سلسلہ میں جو ہدایات گذشتہ سال دی گئی تھیں۔ ان پر امسال عمل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہر کلاس میں ایک نقشہ چسپاں کر دیا گیا ہے جس پر ان تمام کتب کی تفصیل درج ہے۔ جو اس کلاس کے طلبا نے پڑھی ہیں۔

ضبط اور انتظام تسلی بخش ہے۔ طلبا وصاف ستھرے۔ چست اور باخلاق ہیں۔ اور اساتذہ باہمی تعاون سے کام کرتے ہیں۔ کسی کمرے میں طلبا کی تعداد ضرورت سے زیادہ نہیں۔ اس سال میں بعض نقائص کا گذشتہ سال ذکر کیا گیا تھا۔ وہ تقریباً سب دور ہو چکے ہیں۔ نتائج امتحان میٹرکیولیشن $\frac{32}{45}$ - ۷۱ فیصدی۔ ورنیکلر فائنل $\frac{5}{5}$ - ۱۰۰ فیصدی۔

ورزش اور کھیل کی طرف مناسب توجہ دی جاتی ہے۔ شام کی کھیلیں باقاعدگی سے ہوتی ہیں۔ کھیل کے میدان کافی فراخ اور اچھی حالت میں ہیں۔ "مارچنگ" نہایت اعلیٰ ہے۔ طلبا مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ اور ان کی حرکات نہایت باقاعدہ ہیں۔ سکوٹنگ کا انتظام موجود ہے۔ اور سکول کا اپنا ایک ٹروپ ہے۔ اس سکول کے کھلاڑیوں نے ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں شامل ہو کر گذشتہ سال کثرت سے انعامات حاصل کئے۔

سکول مولوی محمد دین صاحب کی نگرانی میں خوب ترقی پر ہے۔ مولوی صاحب مذکور ایک تجربہ کار اور قابل ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور سکول کے طلبا اور اساتذہ کی بہتری میں بدستور گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔

درخواست ہائے دعا

مولوی ظل الرحمٰن صاحب کلکتہ کی خوشدامن صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ امام الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ ہونگ درخواست دعا کرتے ہیں۔ وڈیرہ رحیم ڈنا صاحب کا پوتا علی محمد سخت بیمار ہے۔ ان سب کے لئے دعا کی جائے۔

دہلی کے زنانہ دواخانہ کی وہ معرکۃ الآراء دوا

جو عورتوں کے ماہواری ایام کی ہر بیماری میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے

جس کو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں عورتوں نے استعمال کر کے ماہواری ایام کی تکلیفوں میں مکمل صحت حاصل کی اور لکھا کہ

عورتوں کی ماہواری خرابیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے صرف ایک شیشی "کورس" استعمال کر لینا کافی ہے پھر

عورتوں کو ہر مہینہ کی تکلیف سے نجات مل جائیگی

سچائی اور دیانت داری کبھی چھپی نہیں رہ سکتی۔ دہلی کے زنانہ دواخانہ نے ماہواری ایام کی بیماریوں کے لئے ایک مفید دوا ایجاد کرنے یا کہیں سے اس کا بہترین نسخہ حاصل کرنے کے لئے جس زمانہ میں انتہائی مصائب برداشت کئے۔ اور زر کثیر خرچ کیا۔ خدا کا شکر ہے۔ آج انتہی اس دوا "کورس" کو نمایاں کامیابیاں مل رہی ہیں۔

جو لوگ اشتہاری دواؤں سے بدظن تھے۔ انہوں نے بھی آخری آزمائش کے طور پر اسی دوا کو استعمال کرایا۔ حالانکہ انہیں یہ دوا استعمال کراتے وقت ہرگز یہ یقین نہیں ہوگا۔ کہ یہ دوا فائدہ کرے گی۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ ان میں سے بھی ہر شخص کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ دوا کورس بلاشبہ ایک ایسی دوا ہے جو عورتوں کے ماہواری ایام کی ہر قسم کی تکلیف کو صرف ایک شیشی دور کر دیتی ہے اس دوا کی استعمال کرنے والی ہزارہا عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں نکلی۔ جس نے استعمال کے بعد بتایا ہو کہ کورس بھی اشتہاری دوا نکلی۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم نے جو ارادہ کیا تھا۔ وہ کر دکھایا۔ اور آج ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے کورس کے بے انتہاء مفید ہونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ کئی کئی برس کی مریض عورتوں کو کورس نے مکمل طور پر تندرست بنا دیا۔ اور ان کے ماہواری ایام باقاعدہ آنے لگے۔

کورس کا اثر اگر کسی بہن کو ہر مہینہ ماہواری ایام کے زمانہ میں پیٹ میں یا بدن میں یا اور کسی جگہ درد ہوتا ہو یا تکلیف کے ساتھ آہستہ ہوں یا رک رک کر آتے ہوں یا مقدار سے زیادہ آتے ہوں یا مہینہ میں دو دو مرتبہ آ جاتے ہوں یا ماہواری ایام کے زمانہ میں دورے پڑتے ہوں اور لوگ آسیب اور جن وغیرہ کا شبہ کرتے ہوں یا کمزوری بے حد بڑھ گئی ہو یا پنڈلیوں وغیرہ میں تکلیف ہو جاتی ہو یا ناف کے نیچے یا کمر میں درد ہو کر آتے ہوں یا کمزوری کے باوجود خون زیادہ جاتا ہو۔ غرض ہر قسم کی خرابی اور بے قاعدگی میں کورس "کا استعمال اشد ضروری ہے کیونکہ استعمال کے بعد ہر قسم کی خرابی دور ہو کر ماہواری ایام یعنی Monthly Course ہر مہینے بالکل ٹھیک وقت پر اور صحیح تعداد میں باقاعدہ آنے لگتے ہیں اور یہی وہ تجربہ ہے جو ہزارہا عورتوں نے استعمال کر کے بعد اس دوا کا ثابت ہوا ہے ایک شیشی دو روپیہ ۸ آنے کی ہے اور پانچ آنے محصول ڈاک پڑ جاتے ہیں۔ **منتظمہ صاحبہ زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۳۴ دہلی** کو خط لکھ کر بذریعہ پارسل منگا لیجئے

چندہ تحریک جدید سال دوم کی ادائیگی میں مہلت حاصل کرنیوالے احباب سے گذارش

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دوسرے سال کی مالی تحریک جدید پر وعدہ کرنیوالے احباب کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ مومن کا وعدہ ایسا وعدہ ہی۔ جو اٹل ہے۔ وہ ہر حال پورا ہونا چاہئیے۔ انہوں نے یہ وعدہ اپنے امام کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور ہر شخص سمجھتا ہے کہ جو وعدہ اپنے امام کے ہاتھ پر کیا جائے اس کی قدرو قیمت کسقدر ہے۔ نیز چونکہ تحریک جدید ایک طوعی تحریک ہے۔ اور اس میں شامل ہونے کیلئے کسی پر جبر نہیں کیا جاتا۔ ہاں تحریک جدید کی آواز ہر ایک احمدی تک پہنچانی ضروری ہے۔ اور اکثر احباب نے وعدے کے وقت یہ لکھا تھا۔ کہ ہماری جان اور ہمارے مال سب کچھ سلسلہ کیلئے قربان ہیں۔ اور ہم سب کچھ اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے دے کر بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے پس اس رضاء الٰہی کے حصول کیلئے ضروری ہے۔ کہ احباب اپنے دوسرے سال کے وعدوں کو جلد پورا کر دیں۔ اس لئے سوائے ان احباب کے جنہوں نے معافی حاصل کر لی ہے۔ باقی وہ دوست جنہوں نے مزید مہلت حاصل کر لی ہوئی ہے۔ یا وہ افراد اور جماعتیں جو بیرون ہند کی ہیں جن کی میعاد باقی ہی۔ ایسے تمام وعدہ کرنیوالے مخلصین سے التماس ہی۔ کہ وہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اپنے وعدوں کی رقوم بھیج کر ثواب حاصل کریں۔ کیونکہ جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے اتنا ہی اُس سے خدمت دین میں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔" بیرون ہند کی جماعتوں کو خصوصًا یاد رہنا چاہئیے۔ کہ میعاد سے پہلے وعدہ کا ایفا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے پس مہلت لینے والے احباب کو چاہئیے کہ جس حد تک ممکن ہو اپنے وعدے پورے کریں۔

نوٹ:۔ رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر یہ بھی تصریح کر دیں۔ کہ دوسرے سال کی رقم کس کس کی طرف سے اور کتنی کتنی ہے۔ اگر تیسرے سال کی بھی ساتھ ہو۔ تو اسکی اسم وار تفصیل رقم کے ساتھ ہو۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان)

احباب اور جماعتیں فوری توجہ فرمائیں!

جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و خوبی سے گزر چکا ہے۔ اب جلسہ سالانہ کے اخراجات بعد تفہیم حسابات ٹھیکیداران کو ادا کئے جا رہے ہیں۔ جس کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ جن احباب اور جماعتوں کے ذمہ چندہ جلسہ سالانہ وغیرہ کا بقایا ہے۔ وہ براہ مہربانی اپنے بقائے جلد تر ادا فرماویں۔ تا جلسہ سالانہ کے واجب الادا اخراجات ادا کئے جا سکیں۔ اور اسی طرح تعمیر مہمان خانہ کے اخراجات بھی ادا کئے جا سکیں۔

مسجد مبارک و اقصےٰ کی توسیع کا معاملہ بھی اس چندہ کی کافی رقم فراہم ہو جانے پر شروع کیا جانا ہے۔ مسجد اقصےٰ میں جگہ کی تنگی کا یہ حال ہے۔ کہ جمعہ کے روز بھی اس میں نمازیوں کیلئے گنجائش نہیں رہتی۔ اور گلی کوچوں اور چھتوں اور چھتوں پر نماز پڑھنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسجد مبارک میں بھی جگہ کے ناکافی ہونے کی شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ اگر ہر دو مساجد کی توسیع کا کام جلد تر شروع نہ کیا گیا۔ تو موسم گرما میں نمازیوں کے لئے ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا ہوگا۔ سال رواں میں چندہ جلسہ سالانہ کے ساتھ تعمیر مہمان خانہ اور توسیع مساجد کے متعلق یکجائی طور پر اکٹھی تحریک ماہ جولائی ۱۹۳۶ء میں کی گئی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہر ایک شخص کی ایک ماہ کی آمد کا ۳۳ فیصدی چندہ وصول کیا جائے۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں اور احباب نے یہ چندہ پوری شرح کے مطابق وصول کر کے نہیں بھجوایا۔ جس کی وجہ سے مسجد اقصےٰ و مسجد مبارک کی توسیع کا سا اہم کام ابھی تک معرض التوا میں چلا آ رہا ہے۔ لیکن اب موسم گرما قریب آ رہا ہے۔ یہ کام جلد تر پایہ تکمیل کو پہنچنے ضروری ہیں۔ اس لئے احباب اور جماعتوں کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے ذمہ کا چندہ جلسہ سالانہ و تعمیر مساجد وغیرہ کا جلد فراہم کر کے بھیجدیں۔ تا یہ کام جلد شروع کیا جا سکے۔ اور

اشتہار ریاست جودھ پور (مارواڑ)

میلہ مویشی بمقام ناگور ریاست ہذا موسومہ میلہ رام دیوجی

ماگھ سدی ۱۲ سمت ۱۹۹۳ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۷ء لغایت پھاگن بدی ۵ مطابق ۲ مارچ ۱۹۳۷ء

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ صوبہ جات دہلی پنجاب۔ یوپی اور راجپوتانہ کے کاشتکاران کی سہولت کی غرض سے ایک میلہ مویشی بمقام ناگور منعقد کیا گیا ہے۔ ناگور کا پرگنہ بیل کی نسل کے واسطے ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ اور کاشتکاروں کو اعلیٰ قسم کی نسل کا بیل و اونٹ اس میلہ میں باآسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔

ناگور ریلوے اسٹیشن ہے۔ اور ریلوے کی طرف سے گاڑی میں بیل چڑھانے کا معقول انتظام کیا جاویگا۔ پانی کا تالاب میدان میلہ کے قریب ہے۔ اور عمدہ قسم کا چارہ مقام میلہ پر دستیاب ہوگا۔ بیل پر محصول بجائے تین روپے (سے) کے دو روپیہ (عہ) اور اونٹ پر بجائے چھ روپیہ (تے) کے تین روپیہ (سے) کر دیا گیا ہے سوداگروں کے ٹھہرنے کے واسطے چھولداری کرایہ پر دی جائے گی۔ چوکی پہرہ و خزانہ کا انتظام سرکاری طور پر کیا جاوے گا۔

اعلیٰ قسم کے بیل بچھڑوں کے مالکان کو انعام دیا جاویگا

Mohammad Din (Hon'ble Nawab, Khan Bahadur) Revenue Minister,
Govt. of Jodhpur. 22. 12. 36.

ضروری اطلاع

یہ یاد رہے۔ کہ میری دوائی صرف نامردی سستی جریان احتلام سرعت اور کمزوری لاغری کیلئے مخصوص ہے یہ امراض خواہ کسی سبب سے ہوں۔ جلق یا کثرت مباشرت یا عادت بد سے سب کیلئے یکساں مفید ہے سوزاک یا آتشک سے پیدا ہوئی ہوئی کمزوری کیلئے اسے استعمال کرنا طاقت کا بیمہ کرنا ہے۔ مادر زاد نامردی کیلئے میری دوائی مفید نہیں ہے۔

شرطیہ علاج اور شرطیہ وعدہ

ہندو کو دھرم اور مسلمان کو ایمان کی قسم ہے کہ اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب دلخواہ فائدہ نہ ہو تو حلفی تحریر بھیجکر قیمت واپس منگالیں۔ عدم صحت کی صورت میں کسی کا پیسہ رکھنا گناہ سمجھتا ہوں۔ اب بھی اگر کوئی میری دوائی سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس کی قسمت

آتشک و سوزاک

میں نے بڑی جستجو اور تلاش سے ان ہر دو شکایات کے دفعیہ کیلئے بےنظیر اور تیر بہدف ادویات دستیاب کی ہیں جو بالکل بے ضرر ہیں۔ ان ہر دو ادویات کے استعمال سے آتشک و سوزاک فوراً دور ہو جاتے ہیں۔ یہ امراض خواہ کتنے ہی پرانے کیوں نہ ہوں۔ ان ہر دو ادویات کے استعمال سے جسم سے زہریلا اثر دور کر کے خون کو پاک و صاف کر دیتی ہیں۔ اور لطف یہ کہ پھر دوبارہ ان امراض کے پھوٹنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ سوزاک کی جلن ٹیس اور پیپ صرف بارہ گھنٹے میں بند ہو جاتی ہے۔ اور آتشک کی دوائی کے استعمال سے نہ منہ آتا ہے اور نہ قے یا دست بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ایک ہفتہ کے اندر اندر آتشک کا مادہ خون سے خارج ہو کر ہمیشہ کیلئے تندرستی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور جسم کندن کی طرح چمکدار ہو جاتا ہے۔ آتشک کے دفعیہ کیلئے لاجواب دوا ہے۔ قیمت دوائی آتشک صرف پانچ روپیہ (ہے) محصولڈاک علاوہ

اسکے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا!

ناظرین! میں نہ اشتہاری حکیم ہوں۔ نہ ڈاکٹر۔ بلکہ ایک معمولی کلرک ہوں۔ بدقسمتی سے میں اپنی جوانی میں عادات قبیحہ کا مرتکب ہو گیا جسکے نتیجہ بد سے میں بالکل بے خبر تھا! چنانچہ عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد مجھ ناطاقتی کے نامراد مرض جو اکثر عادت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لاحق ہو گئے۔ بے انتہا شکایتوں کے سبب میرا چہرہ دن بدن لاغر اور زرد ہونے لگا۔ دوست احباب میری پژمردگی کا سبب پوچھتے تھے۔ مگر میں کسی کو اپنی حالت سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ درپردہ لاہور اور دیگر شہروں کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں سے جن کے لمبے چوڑے اشتہاروں کی کوئی حد نہ تھی! ادویات منگوا کر استعمال کرتا رہا۔ لیکن بالکل بے سود خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ علاوہ خرچ کے کئی ایک اور تکلیفوں کا سامنا کر کے بھی مایوس رہنا پڑا۔ اس مایوسی کی حالت میں میں زندہ درگور ہونے کو ترجیح دیتا تھا۔ اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا۔ ۱۹۱۰ء میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ اور ایک دو جگہ ٹھہرتا ہوا نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں اترا۔ میرے ساتھ ایک فقیر خضر صورت جو ایک درویش کے وہاں مقیم تھے۔ مجھے پوچھنے لگے کہ تم اداس اور تمہاری شکل مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پردرد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل سنیاسی سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بےکم و کاست اپنی تمام سرگذشت کا کچا چٹھا بیان کر کے یہ بھی کہدیا کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آکر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں اس فقیر صاحب نے ازراہ شفقت میرے حال زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کیلئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا کمزوری دور کرنے کیلئے مالش کا بتایا۔ چنانچہ جب میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے چند ایک جنگلی جڑی بوٹیاں اور کئی ایک ادویات بازار سے خرید کر ہر دو جوہر کیمیا گورد بر داس صاحب کمال کے تیار کر کے استعمال کرنا شروع کیا۔ ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں کہ ساتویں روز ہی میری تمام شکایتیں جو ایک ایسے مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں رفع ہونی شروع ہو گئیں۔ اور میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت فرد کہنے کا مستحق ہو گیا۔ اگرچہ مجھکو چند ہی روز کے استعمال سے نمایاں فائدہ ہو گیا۔ مگر میں نے بموجب ارشاد اپنے محسن کے ۲۱ روز تک پرہیز جاری رکھا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ باسانی ہضم کر لیتا تھا میرا چہرہ بارونق بدن مضبوط اور بینائی طاقتور ہو گئی۔ اور تمام امراض کافور ہو گئے۔ گویا کبھی ہوئے ہی نہ تھے۔ لاہور واپس آکر باقیماندہ دوائی کا کئی ایک مایوس الصحت مریضوں پر تجربہ کیا۔ چنانچہ ہر قسم کی کمزوری وغیرہ کیلئے اکسیر سے بڑھکر پایا۔ اب کئی ایک دوراندیش احباب کے اصرار پر اور عوام کے فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہار بغرض رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ جو اصحاب اس خطرناک اور قبیح عادت کا شکار بنکر اپنے قویٰ زائل کر چکے ہیں۔ اور سینکڑوں روپے علاج معالجہ پر صرف کر کے بھی مایوس ہو رہے ہیں۔ وہ اس قلیل القیمت اور سریع التاثیر دوائی کو استعمال کر کے صحتیاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ قیمت صرف لاگت اور اشتہارات پر بمشکل اکتفا کرتی ہے۔ ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے۔ قیمت فی شیشی روغن مالش (جو صحت کیلئے کافی ہے) تین روپے آٹھ آنہ قیمت مقوی اعصاب نیپالی گولیاں فی شیشی جس میں سات یوم کی ۴۲ خوراک موجود ہیں۔ صرف دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) جملہ امراض مخصوصہ کے مریضوں کیلئے یہ گولیاں ازحد مفید ہیں۔ اور مادرزاد کمزوری کے سوا خواہ کسی قسم کی کمزوری کا مرض کیوں نہ ہو تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر بوڑھا جوان باسانی بغیر لحاظ موسم کے ان گولیوں کا استعمال کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کے بعد کسی دوائی کی ضرورت نہ رہیگی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصولڈاک معاف مکمل بکس میں تین شیشی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش ہوگی۔ مکمل بکس کی قیمت دس روپے دو مکمل بکس کی قیمت ۱۹ روپے معمولی کمزوری کیلئے دو شیشیاں نیپالی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ آخر میں ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی بغرض خود ستائی یا جعلی اشتہار شائع کر کے پبلک سے روپیہ کمانے کی خواہش ہے بلکہ ہر خاص و عام کے فائدہ کو مدنظر رکھکر احباب کے اصرار پر یہ اشتہار بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ تندرست اصحاب بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ اسکے استعمال سے بدن میں خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ کاہلی سستی دور ہو جاتی ہے۔ بدن میں چستی آتی ہے۔ طبیعت ہشاش بشاش رہتی ہے۔ اسلئے وہ تمام مریض جو ہر جگہ سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ان گولیوں کا استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں۔ یہ ان تمام مخفی دکھوں کا تمام دنیا کی دوائیوں سے عجیب غریب علاج ہے۔ ضرورتمند اصحاب کو تجربہ کرنا لازمی ہے۔

ملنے کا پتہ

شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں موچی دروازہ۔ لاہور

قیمت دوائی سوزاک صرف پانچ روپے (ہے) محصولڈاک بذمہ خریدار

جناب ڈاکٹر سیٹھا رام صاحب میڈیکل آفیسر

آئی۔ سی۔ ڈسپنسری باڈن (حیدرآباد سندھ) میں نے آپکا وی پی جس میں تین شیشی نیپالی گولیاں اور ایک شیشی نیپالی تیل تھا۔ وصول کر کے ایک مریض پر تجربہ کیا۔ آپ کی دوائیوں نے مریض کو بالکل تندرست کر دیا۔ مہربانی کر کے ایک پارسل اور روانہ کر دیں۔ میں نے اپنے مریضوں میں آپکی دوائی کا چرچا شروع کر دیا ہے۔ واقعی اکسیر صفت دوا ہے۔ تجربہ کرنے پر اکسیر ثابت ہوئی ہیں۔ جناب شیخ صاحب! السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپکی دوائی جو آپ کے شفاخانہ سے لایا وہ گولیاں اور روغن مایوس العلاج مریض پر تجربہ کرنے سے اکسیر ثابت ہوئی ہیں ہم آپکی محنت اور سچائی کے نہ دل سے مشکور ہیں۔ حکیم شیخ عبید اللہ گجرات

جناب شیخ عالمدین صاحب شیر گڑھ

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپکی دوائی سے میرے زیر علاج مریض عرصہ چار سال سے صحتیاب ہو رہے ہیں۔ میں آپکی دوائی کو اکسیر سے بڑھکر زود اثر مانتا ہوں دو مریضوں کیلئے دو مکمل بکس میرے نام روانہ کریں۔

جناب ڈاکٹر مکرجی صاحب پینا بنگال سے

تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی دوائی سے دو مریض اور تندرست ہو گئے ہیں۔ واقعی آپکی دوائی بہت مفید ہے ایک مکمل بکس ایک مریض کیلئے اور روانہ فرمائیں۔

آپکی دوا بہت قابل تعریف ہے

جناب شیخ صاحب السلام علیکم چند یوم ہوئے کہ آپسے ایک شیشی مقوی اعصاب گولیاں منگا کر استعمال کیں۔ واقعی ان کے استعمال سے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ آپکی دوا بہت قابل تعریف ہے۔ منشی فضل دین کارخانہ دھاریوال میں مردہ سے زندہ ہو گیا ہوں۔ جناب شیخ صاحب تسلیم۔ مرسلہ مقوی اعصاب گولیاں کا استعمال میں نے کیا۔ الحمدللہ تین ہفتہ کے استعمال سے میری جملہ شکایات رفع ہو گئیں۔ قاضی زاہد حسین (ننانوتہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۲۰ جنوری۔ صوبہ کے مختلف حلقہ ہائے انتخاب سے اتحاد پارٹی کے امیدواروں کے متعلق حوصلہ افزا اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ملتان کے حلقہ ہائے انتخاب سے اتحاد پارٹی کے تین امیدوار خان بہادر مشتاق احمد گورمانی۔ کپتان عاشق حسین اور محمد رضا شاہ جیلانی بلا مقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ عوام الناس کا خیال ہے کہ چونکہ مسٹر بالڈون نے سابق شاہ ایڈورڈ ہشتم کی دستبرداری سے پیدا شدہ الجھن کا اچھی طرح مقابلہ کیا ہے اس لئے ان کی پوزیشن نہایت مستحکم ہے امید ہے کہ وہ ماہ اگست تک وزارت عظمٰی کے فرائض بدستور سرانجام دیتے رہیں گے۔

روما ۲۰ جنوری۔ اخبار کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں مولینی نے کہا۔ کہ ان دنوں یورپ میں یہ خیال زور پکڑ رہا ہے کہ ہمارا تمدن صرف ایک خطرہ سے دوچار ہے اور وہ خطرہ بالشوزم ہے۔ مزید کہا۔ کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر جمہوری حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ آجکل اس قسم کی حکومتیں صرف بالشوزم کے متعدی جراثیم پھیلانے کے مرکز بن کر رہ گئی ہیں۔ مستقبل میں جمہوریت کی جگہ شخصی حکومتیں اقتدار حاصل کر لیں گی۔

پیرس ۲۰ جنوری۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ساحل ہسپانیہ کے قریب گشت کرنے والے جنگی جہازوں کے نام ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ کہ اگر صریح طور پر ان کے خلاف حملہ کیا جائے۔ تو اس کا جواب دینے کے لئے تیار رہیں۔

بیت المقدس ۲۰ جنوری۔ شاہی کمیشن نے فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کی شہادتیں قلم بند کرنے کا کام ختم کر دیا ہے لارڈ پیل دو ممبروں کے ساتھ مصر کو روانہ ہو گئے۔ کمیشن کے باقی ارکان ۲۲ جنوری کو پورٹ سعید سے عازم انگلستان ہوں گے۔

نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۱۵ جنوری کو تو دی ... [illegible]

وزیریوں کے جرگہ سے حکومت کے نمائندوں نے ملاقات کی اور حکومت کا فیصلہ کن حکم انہیں سنا دیا۔ جرگہ میں تقریباً تمام قبیلوں کے نمائندے موجود تھے۔ توری خیل وزیری اب زیریں خیسورہ کے علاقہ میں اپنے اپنے دیہات کو واپس جا رہے ہیں

لاہور ۲۰ جنوری۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یکم فروری ۱۹۳۷ء سے پنجاب میں قانون محصول تفریحات پنجاب نفاذ پذیر ہو جائیگا۔

اوبرن ۲۰ جنوری۔ ہسپانوی باغیوں کے ایک جنگی جہاز نے آبنائے جبل الطارق میں ڈنمارک کے ایک تجارتی جہاز کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے بندرگاہ سیوطہ میں لے گئے اس جہاز میں حکومت ہسپانیہ کے لئے مال لدا ہوا تھا۔ باغیوں نے تمام مال و اسباب جہاز سے اتار لیا۔

برلن ۲۰ جنوری۔ جرمنی کے باخبر حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ ہسپانیہ میں رضاکار بھیجنے کی ممانعت کے متعلق برطانوی یادداشت میں جو تجویز پیش کی گئی تھی۔ حکومت جرمنی نے اصولاً اس کی تائید کی ہے۔ ایک مقرر نے کہا کہ جرمنی ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے فوری خاتمہ کا خواہاں ہے۔ لیکن اس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ کہ روس اس ملک میں اپنی نوآبادیاں قائم کرنا چاہتا ہے۔

ملبورن ۲۰ جنوری۔ ملبورن کی بندرگاہ میں سرکاری ذخائر آگ لگنے سے تباہ ہو گئے ہیں۔ نقصان کا اندازہ ۵ لاکھ پونڈ کے قریب کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں ٹن منجمد گوشت اور مکھن خراب ہو گیا۔ بندرگاہ میں اس وقت چار جہاز لنگر انداز تھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آگ جہازوں تک پھیل جائے گی۔ ان جہازوں میں ایک برطانی جہاز بھی تھا۔ اس جہاز کو کھینچ کر ساحل سے فاصلہ پر پہنچا دیا گیا۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ برطانیہ کے سال نو کے بجٹ کی میزان بہت زیادہ ہو رہی ہے

اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر چیمبرلین پارلیمنٹ میں تجویز پیش کریں گے کہ دفاع ملکی کے مطالبات کے لئے قرضہ حاصل کیا جائے۔ تاکہ اس سے تجدید اسلحہ کی سکیمیں تکمیل کی جائیں اندازہ ہے۔ کہ تجدید اسلحہ کی سکیموں کی تکمیل کے لئے مالی ذرائع میں تغیر و تبدل کی ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا پانچ شلنگ انکم ٹیکس بڑھانا ضروری ہوگا۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ ڈیوک آف گلاسٹر اپنی فوجی زندگی کو ترک کر رہے ہیں۔ تاکہ مختلف سرکاری فرائض کی سرانجام دہی میں ملک معظم کا ہاتھ بٹائیں۔

لائل پور ۲۰ جنوری۔ ایک لاری جس میں اسمبلی کے ووٹر سوار تھے۔ آج شورکوٹ لائن پر ایک انجن سے ٹکرا گئی۔ جس کے نتیجہ میں تین آدمی ہلاک اور سات مجروح ہوئے۔ لاری ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

روما ۲۰ جنوری۔ ایک نیم سرکاری پریس ایجنسی رقمطراز ہے۔ کہ پوپ کی رات کچھ زیادہ اطمینان سے بسر نہ ہوئی۔ آج وہ زیادہ کمزور نظر آ رہے ہیں۔ رفع درد کے لئے انہیں ٹیکہ لگایا جائے گا۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ آج ہند و جنرل، سول اور شہر کے مختلف پولنگ سٹیشنوں سے پولیس نے قریباً ۲۰ اشخاص کو جعلی پرچیاں ڈالنے کے سلسلہ میں گرفتار کیا۔ بعض کو مختلف المیعاد سزائیں دی گئیں

لنڈن ۲۰ جنوری۔ دارالعوام کا اجلاس اپنی آئندہ چھ ماہ کی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے منعقد ہوا۔ حکومت کی مخالف پارٹی کی طرف سے حکومت برطانیہ کی ہسپانوی حکمت عملی کے خلاف تحریک التوا پیش کی گئی تھی۔ اس تحریک التوا کے جواب میں مسٹر ایڈن نے تقریر کی۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی شخص خیال کرتا ہے۔ کہ یورپ کی کوئی ایک حکومت ہسپانیہ کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر اس ملک میں اپنے اقتدار کا جھنڈا گاڑ دے گی۔ تو یقیناً وہ شخص غلطی پر ہے مزید کہا۔ کہ ہسپانوی خانہ جنگوؤں کے طرفدار برطانیہ میں بھی باقاعدہ سپاہیوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔ اور نوجوان ہوابازوں سے چالیس پونڈ ہفتہ وار تنخواہ کے علاوہ اخراجات کا بھی وعدہ کیا جاتا ہے۔ اور ایک دشمن کو ہلاک کرنے کے عوض میں ۵۰۰ پونڈ انعام کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

امرتسر ۲۰ جنوری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۵ آنے سے ۳ روپے ۸ آنے تک گیہوں چیت ۳ روپے ۵ آنے ۴½ پائی۔ گیہوں ہاڑ ۳ روپے ۱ پائی نخود حاضر ۳ روپے ۵ آنے ۹ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۹ آنے تک۔ روئی ۱۶ روپے ۴ آنے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۴ آنے چاندی دیسی ۵۲ روپے ہے۔

نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے ریلوے بورڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بنگال ناگپور ریلوے کے مزدوروں کی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی